بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نقش آغاز

آہ استاذنا الکرم

مولنا عبدالحلیمؒ

؎ تو آگہی کہ مرا از غروب ایں خورشید   چہ گنجہائے فراواں زیان جاں آمد

آہ کہ چمنستان علم وفضل اور گلستانِ قرآن وسنت کا سدابہار گل سرسبد مرجھا گیا اور گلشن دین متین کا چہکتا ہوا عندلیب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گیا دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث کے درودیوار اس کی صدائے قال اللہ اور قال الرسول کے لئے ترستے رہ گئے۔ یعنی حضرت علامہ جامع المعقول والمنقول متکلم اسلام شارح قرآن ترجمان حدیث بقیۃ السلف حضرت الاستاذ مولانا عبدالحلیم صاحب مردانی صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ انتقال فرما گئے۔

اور ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ ۲۰ جنوری ۱۹۸۳ء بروز جمعرات غروب شمس سے قبل ساڑھے چار بجے آسمان علم وہدایت کا یہ درخشندہ آفتاب غروب ہو گیا۔ مولانا مرحوم کی زندگی کا اکثر حصہ گو ناگوں جسمانی عوارض علالت اور ضعف ونقاہت میں گزرا مگر طالب العلمی سے لیکر آخر دم تک یہ زار ونزار اور نحیف خادم اسلام اشاعت قرآن وسنت اور درس وتدریس علوم وفنون میں تندرست وتوانا انسانوں سے بڑھ چڑھ کر مشغول ومنہمک رہا اور یہ ساری کلفتیں اور صعوبتیں اس کی راہ میں رکاوٹیں نہ بن سکیں پچھلے دو سال سے ضعف اور علالت کا سلسلہ بڑھ گیا تھا اس سال تعلیمی سال کا آغاز ہوا تو بیماری نے شدت اختیار کر لی مگر ذیقعدہ کا سارا ہفتہ تدریس کا سلسلہ جاری رکھا احقر کے مشورہ پر ذی الحجہ کے آغاز میں کراچی کے جناح ہسپتال میں بغرض علاج داخلہ لیا اور دو اڑھائی مہینہ چند مخلص ڈاکٹروں کے زیر علاج رہے واپسی میں بوجہ ضعف وعلالت دارالعلوم آنے کے بجائے سیدھے آبائی گاؤں زروبی تحصیل صوابی تشریف لے گئے اور اجل موعود تک وہیں صاحب فراش رہے وفات سے کچھ روز قبل مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ مدرس دارالعلوم کی والدہ محترمہ کے جنازہ میں شرکت کیلئے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دیگر اساتذہ اور طلبا کے ساتھ ان کے گاؤں زروبی تشریف لے گئے تو ان کی عیادت کے لئے سب حضرات گئے۔ کافی افاقہ ہو گیا تھا اور ہشاش بشاش تھے یہ حضرت الاستاذ سے سب کی آخری ملاقات تھی وفات کے دن نماز ظہر ادا فرمائی۔ تشویش کے خاص آثار نہ تھے گھر میں ختم خواجگان کرانے کی فرمائش کی سعادت مند اہل بیت نے تعمیل حکم کی اور مولانا کو اطلاع دی تو بڑے خوش ہوئے اور کہا یہ تو کئی افراد مل کر پڑھتے ہیں آپ لوگوں نے تو بڑی ہمت کی پھر فرمایا کہ ختم خواجگان سے زیادہ زود اثر سورہ تغابن ہے اور اس کے بارہ میں اپنے تجربات سنائے پھر ایک پیالی چائے نوش فرمائی اور طبیعت یکایک خراب ہو گئی۔ اہلیہ محترمہ کو فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری دعا کا ورد کریں انہوں نے کہا کہ میں تو اضطراب کی وجہ سے بھول گئی ہوں فرمایا حزب البحر میں بھی وہ دعا موجود ہے پھر خود ہی زبان مبارک سے اس کا ورد شروع فرمایا اللھم اغفر لی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ آخر تک زبان مبارک ہلتی رہی کچھ کلمات سمجھ میں نہیں آرہے تھے کہ روح قفص

عنصری سے پرواز کرگئی۔ یہ اندوہناک اطلاع عشاء کے وقت دارالعلوم پہنچی تو ہر طرف رنج وغم کی گھٹائیں ظلمت شب میں اضافہ کرگئیں۔ ؎

الٰہی سنسان کبھی پہلے نہ تھی ہجر کی رات   دور تک قافلۂ صبح کے آثار نہیں

دوسرے دن جمعہ کا مبارک دن تھا دارالعلوم سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اساتذہ اور طلبہ بڑی تعداد میں نماز جنازہ میں شرکت کے لیئے ان کے گاؤں زروبی گئے ۲ بجے بعد از نماز جمعۃ المبارک حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جنازہ پڑھایا علماء وصلحاء اہل علم وفضل کا ایک سیلاب تھا جو چاروں طرف سے امڈ کر اہل اللہ کی مقبولیت کا ایک روشن ثبوت بنا ہوا تھا نماز جنازہ کے بعد حضرت مدظلہ نے گلوگیر آواز سے حضرت مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا اور دعائے رفع درجات کروائی۔

حضرت مولانا مرحوم کا دیدار عام ہوا چہرۂ انور پر نور طمانیت اور سکون کا عجب سماں تھا اور بہ گریاں تو خنداں کا منظر سامنے تھا قبر کی پہلی رات بہت سے لوگوں نے دیکھا کہ قبر مبارک اور جہاں جہاں دن کو جنازہ رکھا گیا تھا وہاں نور کے شعلے اٹھ رہے تھے دوسرے دن دارالعلوم کے تمام شعبوں میں تعطیل رہی دارالحدیث میں قرآن خوانی ہوئی حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ وطلبہ نے مولانا مرحومؒ کی علمی خدمات پر روشنی ڈالی اور ایصال ثواب کیا۔ دارالعلوم کا یہ جلیل القدر استاذ اور وقت کا ایک جید عالم اور علوم کتاب وسنت کا یہ بے لوث خادم ۱۹۰۸ء میں مولانا خلیل الرحمٰن بن مولوی شاہ غریب بن مولانا سعد الدین کے گھر زروبی تحصیل صوابی ضلع مردان میں پیدا ہوئے پرائمری تک تعلیم کے بعد گھر پر آس پاس کے علمی مراکز کے جید علماء سے تحصیل علم کیا علاقہ چھچھ اور صوبہ سرحد کے جامع العلوم اساتذہ سے علوم وفنون حاصل کرتے رہے تکمیل کے لئے ۱۳۵۱ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۵۳ھ میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ اور دیگر اساتذہ سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ فراغت کے بعد مدرسہ رحیمیہ دہلی میں تین سال پڑھاتے رہے وہاں سے مدرسہ رحمانیہ دہلی منتقل ہونے کے بعد دس سال تک تدریس کی خدمات انجام دیں تقسیم ہند کے بعد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا قیام عمل میں آیا تو دارالعلوم میں تدریس شروع کی مگر خرابی صحت کی وجہ سے یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا اور تقریباً ۶ سال گھر پر رہے مگر درس کا شغل کچھ نہ کچھ جاری رہا ایک سال بغرض علاج کراچی بھی رہے اور مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی میں اعلیٰ کتابوں کی تدریس جاری رکھی بالآخر ۱۹۵۸ء میں دوبارہ دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ ہوگئے اور اس وابستگی کو آخر دم تک ایسا نبھایا کہ بڑے بڑے محرکات اور دواعی کو بھی ٹھکرا کر دارالعلوم کی قوت لایموت اور کفاف پر قانع رہے اور تفسیر وحدیث اور فنون کی اعلیٰ کتابیں مثالی صلاحیت اور عبقری انداز میں پڑھاتے رہے اور ہزاروں تلامذہ کو مستفید کیا آخر میں مسلم شریف بیضاوی شریف اور تلویح جیسی اہم کتابوں کی تدریس آپ کے ساتھ مخصوص ہو کر رہ گئی تھی۔ علمی مزاج متکلمانہ اور فلسفیانہ تھا ہر مسئلہ پر بحث کی عجیب تنقیح فرماتے اور جچے تلے انداز میں موضوع کا تحلیل اور تجزیہ کرتے کہ گویا کوئی لکھا ہوا مقالہ سنا رہے ہیں کلام حشو وزوائد اور تکرار سے پاک رہتا قرآن وسنت اور دیگر

علوم وفنون کے علاوہ شعر وشاعری کا بھی اعلیٰ ادبی ذوق تھا۔ عربی اور فارسی میں کئی عمدہ قصائد اور مراثی زمانہ طالبعلمی سے لکھتے رہے۔ طبیعت میں جمال کے ساتھ ساتھ جلال بھی بھرپور رہتا حمیت حق کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کسی نے اضمحلال دین کا کوئی نقشہ پیش کر دیا تو بے حد بے چین ہو جاتے منکرات پر برملا رد کرتے بارہا ایسے امور میں اہل قصبہ اور اپنے محلہ کے سامنے ڈٹ گئے اور جم کر مقابلہ کیا۔ عوامی زندگی سے گریزاں اور اپنے علمی مشاغل میں منہمک رہتے موجودہ علمی زوال اور طلبہ کے علمی انحطاط پر بے حد کڑھتے تھے اور طلبہ کے ساتھ اس بارہ میں مدارس کے تسامح اور رواداری پر ناراض ہوتے تھے درس میں بھی طلبہ کو لحاظ سے ٹوکتے۔ عبارت میں اعراب کی غلطی پر سخت گرفت فرماتے داخلہ کے امتحانات کے وقت بھی چاہتے تھے کہ صرف اہل اور محنتی طلبہ کو ترقی دی جائے۔ ختم بخاری شریف کی تقریب میں جب وہ اپنی مقروءہ کتابوں کی اجازت حدیث دیتے تو اسے کڑی شرائط اور اہلیت وصلاحیت کے ساتھ مشروط فرماتے۔ الغرض زہد وتقویٰ سادگی، للّٰہیت ایثار، حمیت دینی علمی شغف انہماک ہر ہر وصف میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے صفحات کی تنگ دامن کو کھینچ کھینچ کر بھی روکتی تب بھی جانے والے مرحوم استاذ کے کمالات کی مکمل تصویر کشی کہاں ممکن ہے ۔ ع

قلم بشکن، سیاہی ریز، کاغذ سوز، دم درکش
حمید این قصہ عشق است در دفتر نمی گنجد

تدمع العین ویحزن القلب ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقك یا شیخنا لمحزونون تغمدك الله بنعمائه واسكنك فسیح جنانه۔

والله یقول الحق وهو یهدی السبیل ۔

سمیع الحق